آزمائشی اشاعت

گُلزارِ اُردو

گیارھویں جماعت کے لیے

اُردو نصاب (لازمی) ۲۰۱۹ء کے مطابق

سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ

ناشر:

قاضی ایسوسی ایٹس۔کراچی

جملہ حقوق بہ حق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ محفوظ ہیں
تیار کردہ : سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

منظور شدہ : نظامتِ نصاب، جائزہ و تحقیق سندھ، جام شورو اور محکمہ تعلیم و خواندگی برائے اسکول سندھ۔
جائزہ شدہ : صوبائی کمیٹی برائے جائزہ درسی کتب و نصاب سندھ۔
مراسلہ نمبر:ایس او (سی) ایس ای ایل ڈی / ایس ٹی بی بی-۱۸ / ۲۰۲۱ بہ تاریخ ۲۴ فروری ۲۰۲۱

نگرانِ اعلیٰ

پرویز احمد بلوچ
چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

نگراں

ناہید اختر

مصنفین / مؤلفین

- محمد ناظم علی خان ماتلوی
- پروفیسر ڈاکٹر عتیق احمد جیلانی
- ڈاکٹر شاہ انجم
- ڈاکٹر محمد سعید

صوبائی جائزہ کمیٹی

- سید مسرّت حسین رضوی
- محمد وسیم مغل
- عطاءُاللہ خان
- مشتاق احمد انصاری

نظرثانی کمیٹی

- پروفیسر محمد محسن شیخ
- منور عباس
- ڈاکٹر بلقیس گل

مدیر

ڈاکٹر شذرہ حسین شر

پروف خوانی

ڈاکٹر نثار احمد

مطبع: قاضی پرنٹنگ پریس، کراچی

قائدِ اعظمؒ محمد علی جناح نے فرمایا:

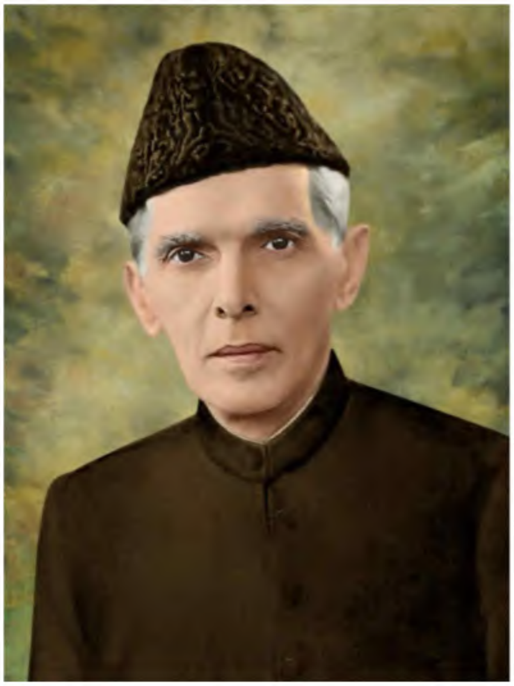

"آپ تعلیم پر پورا دھیان دیں۔ اپنے آپ کو عمل کے لیے تیار کریں۔ آپ کی تعلیم کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آپ دورِ حاضر کے حالات کا مطالعہ کریں۔ یہ دیکھیں کہ آپ کے گرد دنیا میں کیا ہورہا ہے۔ ہماری زندگی کے لیے تعلیم موت اور زندگی کا مسئلہ ہے۔"

(۲۶-ستمبر ۱۹۴۷ء)

"ہم جتنی زیادہ تکلیفیں سہنا اور قربانیاں دینا سیکھیں گے، اُتنی ہی زیادہ پاکیزہ، خالص اور مضبوط قوم کی حیثیت سے ابھریں گے جیسے سونا آگ میں تپ کر کندن بن جاتا ہے۔"

(پیغامِ عیدالاضحیٰ ۲۴- اکتوبر ۱۹۴۷ء)

اظہارِ تشکّر

سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، ورثائے مُصنفین و شعرائے کرام اور مختلف اداروں کا شکر گزار ہے کہ اُنھوں نے اس مجموعے میں طبع کردہ افسانوں، مضامین اور خطوط وغیرہ کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

برائے اساتذہ
(پڑھانے سے پہلے اسے ضرور پڑھیے)

درسی کتاب "گلزارِ اُردو" برائے گیارھویں جماعت میں تدریسِ زبان کے تین پہلو نمایاں ہیں۔

۱۔ تدریسِ نثر ۲۔ تدریسِ نظم ۳۔ تدریسِ قواعد

اِن تین پہلوؤں کے حوالے سے ذیل میں ہدایات برائے اساتذہ پیش کی جارہی ہیں تاکہ تدریسی و آموزشی عمل کو دل چسپ، مؤثر اور نتیجہ خیز بنایا جاسکے۔

۱۔ تدریسِ نثر: نثری اسباق کی تدریس کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ میں توجہ سے سُن کر سمجھنے، درست تلفّظ اور لب و لہجے سے بول کر اپنے خیالات و احساسات کا اظہار کرنے، مجوّزہ مواد تفہیم عبارت کی تدابیر اختیار کرتے ہوئے سمجھ کر پڑھنے اور ذخیرۂ الفاظ کا موزوں اور بر محل استعمال کرتے ہوئے لکھ کر اپنے خیالات و جذبات کے اظہار کی صلاحیتیں پیدا کی جاسکیں۔ بنیادی مہارتوں کے علاوہ نصابِ اُردو میں مزید پانچ مہارات درج ذیل ہیں جن میں زبان شناسی(قواعد)، تقریر، انشا پردازی (تخلیقی تحریر) مہاراتِ حیات اور تنقید و استحسان شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبہ میں تخلیقی صلاحیتوں، تنقیدی فکر اور جمہوری رویّوں کا فروغ بھی جدید تعلیم و تدریس کا لازمی تقاضا ہے۔

اِن مقاصد کے تحت نثری اسباق کی تدریس میں درج ذیل اقدامات کیجیے۔

سب سے پہلے ہر سبق کے آغاز میں دیے گئے حاصلاتِ تعلُّم پر غور کیجیے کہ سبق کے تدریسی مقاصد کیا ہیں اور وہ کون سی مہارتیں اور اہلیتیں ہیں جو طلبہ سبق کی آموزش کے ذریعے حاصل کریں گے۔

۱-۱۔ سابقہ واقفیت فعال کرنا (ACTIVATING BACKGROUND KNOWLEDGE):

سبق پڑھانے سے قبل طلبہ کو نئی معلومات، تصوّرات اور مہارات سیکھنے کے لیے آمادہ کرنا ایک ضروری مرحلہ ہے اس مقصد کے لیے دل چسپ اور ترغیبی تکنیکیں اور تدابیر اختیار کیجیے مثلاً:

سبق کے عُنوان/مواد سے متعلق:

- سوال و جواب کرنا
- تصاویر دکھانا
- مختصر کہانی/واقعہ یا خبر سُنانا
- ذہنی تحریک (BRAINSTORMING) پیدا کرنا (سبق کا عُنوان بورڈ پر ایک دائرے میں لکھیے اور عُنوان پر طلبہ کی سابقہ معلومات دریافت کرکے دائرے کے اطراف لکھتے جائیے)

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ذہنی آمادگی کی اِس سرگرمی کا دورانیہ مختصر ہونا چاہیے تاکہ سبق کی معلومات اور اس کی تفہیم و وضاحت کو زیادہ وقت دیا جاسکے۔

۲-۱۔ نئی معلومات کی تشکیل (CONSTRUCTIVE NEW KNOWLEDGE):

سبق کا یہ مرحلہ مقرّرہ دورانیے (PERIOD) میں سب سے زیادہ وقت کا متقاضی ہوتا ہے کیوں کہ اس میں اساتذہ و طلبہ کی زیادہ سرگرمیاں ہوتی ہیں اس مرحلے پر درج ذیل اقدامات کیجیے:

- مصنف کا تعارف : ہر سبق کے آغاز میں متعلقہ مصنّف کا مختصر تعارف نکات کی صورت میں دیا گیا ہے ان نکات کو مختصراً بیان کیجیے۔
- سبق کا تعارف : سبق میں شامل صنفِ اَدب کا مختصر تعارف کرائیے مثلاً مضمون، افسانہ، ناول، سفرنامہ وغیرہ۔
- بلند خوانی و خاموش خوانی : چوں کہ یہ اعلیٰ ثانوی سطح ہے لہٰذا اس مرحلے میں بلند خوانی سے زیادہ خاموش خوانی کے ذریعے تفہیم عبارت پر زور دینا چاہیے۔ فعال آموزشی تدابیر (ACTIVE LEARNING STRATEGIES) اختیار کرتے ہوئے طلبہ کو گروہوں (GROUP) یا جوڑیوں (PAIR) میں تقسیم کیجیے اور سبق کے پیراگراف کی تعداد کی مناسبت سے ایک ایک یا دو دو پیراگراف طلبہ کے ہر گروپ یا جوڑے کو تفویض کیجیے کہ انھیں پڑھیں، سمجھیں اور اہم نکات نوٹ کرتے جائیں۔ ساتھ ہی پیراگراف سے متعلق مشقی سوالات بھی بتادیجیے کہ پڑھ کر ان سوالات کے جوابات تحریر کریں۔ طلبہ کو یہ بھی بتا دیجیے کہ اُن کو دیے گئے پیراگراف کے نئے الفاظ کے معنی کتاب کے آخر میں دی گئی فرہنگ میں موجود ہیں۔ یہاں اس بات کو یقینی بنائیے کہ گروہ یا جوڑی میں شامل ہر طالب علم/طالبہ تفہیمی و آموزشی عمل میں فعالیت سے شریک ہے اس مقصد کے لیے کمرۂ جماعت میں ہر گروہ کے پاس جائیے اور مشاہدہ کیجیے۔ اس طلبہ مرکوز طریقے (STUDENT-CENTERED APPROACH) میں آپ کا کردار آموزشی سہولیات پہنچانے والے (FACILITATOR) کا ہے۔ سبق کے نئے الفاظ طلبہ کے ذخیرہ الفاظ میں محفوظ بنانے کے لیے محض ان کی معنٰی بتادینا کافی نہیں بلکہ جملوں میں ان کا استعمال بتانا بھی ضروری ہے تاکہ طلبہ یہ الفاظ اپنی تحریر و تقریر میں استعمال کرسکیں۔

طلبہ کو دیے گئے مقررہ وقت کے بعد ہر گروہ یا جوڑے سے پیش کش (PRESENTATION) کرائیے ہر گروہ پیش کش کے دوران دوسرے گروہ کو متوجہ رہنے کی ہدایت کیجیے۔ پیش کش کے بعد مؤثر، تعمیری اور بروقت بازرسی (FEEDBACK) فراہم کیجیے۔

۳-۱۔ خلاصہ سبق (SUM-UP):

تمام سرگرمیوں کے اختتام پر سبق کے اہم نکات کا خلاصہ پیش کیجیے تاکہ سبق کا اعادہ ہوسکے۔

۴-۱۔ جانچ(ASSESSMENT):

طلبہ کے حاصلات کی جانچ دو طریقوں سے ہوسکتی ہے اوّل دورانِ تدریس جانچ (FORMATIVE ASSESSMENT) جو پڑھانے کے دوران کی جاسکتی ہے طلبہ کے کیے گئے کاموں سے اُن کی تفہیم و حاصلات کا عِلم ہوجاتا ہے کہ وہ تصورات و معلومات سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔

دوسرا طریقہ بعد اَز تدریس جانچ/کلّی جانچ (SUMMATIVE ASSESSMENT) کا ہے جس میں سبق کے اختتام پر مختلف نوعیت کے مشقی سوالات دیجیے۔

۵-۱۔ جانچ(ASSIGNMENT):

سبق کے تصورات و معلومات پختہ کرنے اور تحریری صلاحیت میں فروغ کے لیے تفویض کار (ASSIGNMENT) دیجیے بعد ازاں اس کی جانچ کرکے بروقت بازرسی (FEEDBACK) بھی فراہم کیجیے۔

۱۔ تدریسِ نظم : تدریسِ نظم میں بھی تدریسِ نثر میں متذکرہ اقدامات ہی اختیار کیجیے تاہم نظم کی تدریس کا مقصد الفاظ و معلومات فراہم کرنے سے زیادہ طلبہ کے ذوقِ جمال اور قوّت متخیّلہ کا فروغ ہے۔ شعر خوانی کا شوق پیدا کرنا

اور الفاظ کے وزن و آہنگ کا احساس دلانا تدریسِ نظم کے خاص اہداف ہیں۔ تدریس نظم کے ذیل میں بیان کردہ اقدامات ذہن میں رکھتے ہوئے تدریسِ نظم کے لیے درج اقدامات کیجیے:

- شاعر کا تعارف
- صنفِ سُخن کا تعارف
- سابقہ معلومات فعال کرنا
- نئ معلومات کی تشکیل : نئے الفاظ و تراکیب کے معنٰی پہلے سے تیار کردہ چارٹ بورڈ پر تحریر کردیجیے۔

اس مرحلے میں غزل، نظم وغیرہ کی مثالی بلند خوانی میں دُرست تلفّظ، لَے، آہنگ اور تاثر کا خاص خیال رکھیے۔ طلبہ سے بھی بلند خوانی کرائیے۔ دورانِ بلند خوانی تلفظ کی غلط ادائی پر نہ روکیے بلکہ اغلاط بورڈ پر تحریر کرتے جائیے۔ بعد از بلند خوانی الفاظ کا درست تلفظ مع معنٰی بتائیے۔

اشعار کی تفہیم کے لیے پہلے طلبہ کو موقع فراہم کیجیے کہ اشعار سمجھیں بعد ازاں اصلاح کرتے ہوئے اشعار کی تشریح و توضیح کیجیے۔ اسی طرح مشقی سوالات بھی پہلے طلبہ سے کروائیے اور پھر ان کے کام کی جانچ کرتے ہوئے مؤثر، تعمیری اور بروقت بازرسی (FEEDBACK) فراہم کیجیے۔

۳۔ تدریسِ قواعد/صنائع بدائع : قواعد کی تدریس کے دو طریقے ہیں۔

(الف) استخراجی (DEDUCTIVE METHOD)

(ب) استقرائی (INDUCTIVE METHOD)

استخراجی طریقے میں کسی بھی قواعدی پہلو کی تعریف پہلے بتائی جاتی ہے جب کہ مثالیں بعد میں دی جاتی ہیں مثلاً "صنعتِ تکرار" سکھانے کے لیے پہلے اس کی تعریف بتائی جائے گی کہ شعر میں کسی لفظ کا ایک سے زائد بار آنا "صنعتِ تکرار" کہلاتا ہے مثلاً :

پتّا پتّا، بوٹا بوٹا، حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اس طریقے میں طلبہ تعریفیں تو یاد کرلیتے ہیں تاہم تفہیم کا پہلو تشنہ رہ جاتا ہے۔ استقرائی طریقے میں استخراجی طریقے کے برعکس پہلے کسی قواعدی پہلو کی مثالیں دی جاتی ہیں بعد میں تعریف بتائی جاتی ہے مثلاً صنعتِ تضاد سکھانے کے لیے پہلے پڑھیے اور پڑھوائیے:

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے

پھر اِس شعر میں متضاد الفاظ زمین اور آسمان کی جانب توجہ دلائیے اور بتائیے کہ جب کسی شعر میں ایسے دو الفاظ استعمال کیے گئے ہوں جو معنٰی کے لحاظ سے ایک دوسرے کے اُلٹ ہوں تو اِسے "صنعتِ تضاد" کہیں گے۔

فہرست

حصہ نثر

سبق	مضامین	مصنفین	صفحہ نمبر
۱	قومی اتّفاق	سر سیّد احمد خان	۱۰
۲	زبانِ گویا	خواجہ الطاف حسین حالؔی	۱۶
۳	فاقے میں روزہ	خواجہ حسن نظامی	۲۰
۴	پٹرولیم کی کہانی	آفتاب حسن	۲۶
۵	کچھ ذریعۂ تعلیم کے باب میں	ڈاکٹر ابواللّیث صدیقی	۳۲
۶	سندھی شاعری کے تراجم	ڈاکٹر الیاس عشقی	۳۷
	افسانے		
۷	زیور کا ڈبّا	منشی پریم چند	۴۳
۸	بابا نور	احمد ندیم قاسمی	۵۴
۹	آبِ حیات	غلام ربانی آگرو/ترجمہ: ناہید اختر سومرو	۶۰
	ڈرامے		
۱۰	میدانِ جنگ	آغا حشر کاشمیری	۶۸
۱۱	بیگم کی بلّی	امتیاز علی تاج	۷۴
	سفر نامے		
۱۲	تھر کی نادیہ کماچی	مستنصر حسین تارڑ	۸۵
۱۳	ملکہ بلقیس کا محل	قمر علی عباسی	۹۰
	نثری مزاح		
۱۴	خواہ مخواہ کی لڑائی	شوکت تھانوی	۹۶
۱۵	مجبوریاں	شفیق الرحمٰن	۱۰۱
۱۶	ایک انار و صد بیمار	ابنِ انشا	۱۰۵
	مکتوبات		
۱۷	بہ نام میر مہدی مجروح	مرزا اسداللہ خاں غالؔب	۱۰۹
۱۸	خان محمد نیازالدین کے نام	ڈاکٹر سر علّامہ محمد اقبالؒ	۱۱۳
۱۹	بہ نام صدیق جاوید	مُشفِق خواجہ	۱۱۶

حصہ نظم

حمد و نعت			
۲۰	حمد	ماہر القادری	۱۱۹
۲۱	نعت	اقبال عظیم	۱۲۲
پابند نظمیں			
۲۲	رہے نام اللہ کا	نظیر اکبر آبادی	۱۲۵
۲۳	داستان تیاری میں باغ کی (مثنوی)	میر حسنؔ	۱۲۸
۲۴	یارب ! چمنِ نظم کو ۔۔۔ (مرثیہ)	میر انیسؔ	۱۳۱
۲۵	چُپ کی داد	خواجہ الطاف حسین حالی	۱۳۴
۲۶	مردِ مسلماں	ڈاکٹر سر علّامہ محمد اقبالؒ	۱۳۷
۲۷	نوائے سروش	احسان دانش	۱۴۰
رباعیات			
۲۸	میر انیسؔ، امجدؔ حیدرآبادی	جوشؔ، صادقؔ دہلوی	۱۴۳
قطعات			
۲۹	تن بہ تقدیر	ڈاکٹر سر علّامہ محمد اقبالؒ	۱۴۶
۳۰	مہک	رئیس امروہوی	۱۴۶
شعری مزاح			
۳۱	سائیڈ اِفیکٹس	انور مسعود	۱۴۸
قومی نغمہ			
۳۲	چاند میری زمیں	ساقی جاوید	۱۵۱
آزاد نظم			
۳۳	استغاثہ	افتخار عارف	۱۵۴
۳۴	مشورہ	پروین شاکر	۱۵۶
غزلیات			
۳۵	غزلیات	خواجہ میر دردؔ	۱۵۷
۳۶	غزلیات	میر تقی میرؔ	۱۶۰
۳۷	غزلیات	خواجہ حیدر علی آتشؔ	۱۶۳
۳۸	غزلیات	مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ	۱۶۶
۳۹	غزل	داغؔ دہلوی	۱۶۸
۴۰	غزل	حسرتؔ موہانی	۱۷۱
۴۱	غزل	منیرؔ نیازی	۱۷۳
۴۲	غزل	احمد فرازؔ	۱۷۴
۴۳	غزل	قابلؔ اجمیری	۱۷۶
۴۴	پیامِ لطیف (وائی)	آفاق صدیقی	۱۷۸
۴۵	**فرہنگ**		۱۸۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شُروع اَللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سر سیّد احمد خان

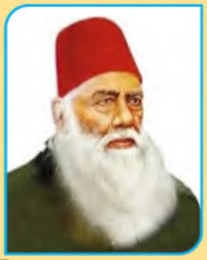

- پیدایش: ۱۷ - اکتوبر ۱۸۱۷ء دہلی
- وفات: ۲۷ - مارچ ۱۸۹۸ء علی گڑھ
- خطابات: خان بہادر، سر
- تصانیف: آثار الصّنادید، سفر نامہ مسافرانِ لندن، تاریخ سرکشیِ بجنور، اسباب بغاوتِ ہند، خطباتِ احمدیہ

قومی اتّفاق

حاصلاتِ تعلُّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) علمی یا ادبی گفتگو سُن کر محظوظ ہوسکیں اور اس کے محاسن کی تفہیم کرسکیں۔ (۲) کسی متن کو سُن کر اپنی جماعت کے معیار کے مطابق مناسب جواب دے سکیں۔ (۳) درسی کتاب کے مطالعے سے اخذ کردہ معلومات اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں بہ صورتِ مضمون تحریر کرسکیں۔ (۴) مختلف قسم کے فارم پُر کرسکیں۔ مثلاً: داخلہ فارم۔

قوم کا لفظ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنوں پر کسی قدر غور کرنا لازم ہے۔ زمانۂ دراز سے جس کی ابتدا تاریخی زمانے سے بھی بالاتر ہے۔ قوموں کا شمار کسی بزرگ کی نسل میں ہونے یا کسی ملک کا باشندہ ہونے سے ہوتا تھا۔

حَضرتِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ (ترجمہ: حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) پر اور آپ کے آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت اور سلامتی ہو۔) نے اس تفرقۂ قومی کو جو صرف دنیوی اعتبار سے تھا، مٹادیا اور ایک روحانی رشتۂ قومی قائم کیا جو ایک حبلُ المتین:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(ترجمہ: اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں حَضرتِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اللہ کے رسول ہیں۔)

سے مضبوط تھا۔ تمام قومی سلسلے، تمام قومی رشتے، سب کے سب اس روحانی رشتے کے سامنے نیست و نابود ہوگئے اور ایک نیا روحانی، بلکہ خدائی قومی رشتہ قائم ہوگیا۔

اسلام کسی سے نہیں پوچھتا کہ وہ تُرک ہے یا تاجِیک، وہ افریقہ کا رہنے والا ہے یا عرب کا، وہ چین کا باشندہ ہے یا ماچین کا، وہ پنجاب میں پیدا ہوا ہے یا ہندوستان میں، وہ کالے رنگ کا ہے یا گورے رنگ کا،

بلکہ جس کسی نے العُروۃُ الوُثقیٰ (توحید کی مضبوط رسی) کلمۂ توحید کو مُستحکم کیا وہ ایک قوم ہوگیا۔ کیوں کہ خدا نے خود فرمایا ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"۔ (سُورۃُ الحُجُرات ۔ ۱۰)

(ترجمہ: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔)

مجھے اس بات کے دیکھنے سے نہایت افسوس ہے کہ ہم سب آپس میں بھائی تو ہیں، مگر مثلِ برادرانِ یوسف کے ہیں۔ آپس میں دوستی اور محبت، یک دلی اور یک جہتی بہت کم ہے۔ حسد، بغض و عداوت کا ہر جگہ اثر پایا جاتا ہے جس کا نتیجہ آپس کی نااتفاقی ہے۔ شیطان، جس نے خدا سے وعدہ کیا کہ وہ:

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ (سُورۃُ الاَعْراف۔ ۱۶)

(ترجمہ: میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان کو گُم راہ کرنے کے لیے بیٹھوں گا۔)

ایک مقدّس اور بہ ظاہر نہایت نورانی حیلے سے آپس میں بھائیوں کے، جن کو کہ خدا نے بھائی بنایا ہے، نِفاق ڈالنے میں کام یاب ہو جاتا ہے۔

کون شخص ہے جو اس بات کو نہیں جانتا ہے کہ:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَهُوَ مُسْلِمٌ۔ مَنِ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَهُوَ مُسْلِمٌ وَمَنْ هُوَ مُسْلِمٌ فَهُوَ اَخٌ۔

(ترجمہ: جس شخص نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا پس وہ مسلمان ہے۔ جو شخص ہمارے قبلے کی طرف رخ (کرنے کا عقیدہ رکھتا) کرتا ہے پس وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ بھائی ہے۔)

امامِ اعظمؒ کا مذہب مشہور ہے:

لَا نُكَفِّرُ اَهْلَ الْقِبْلَةِ۔

(ترجمہ: ہم اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔)

بہ ایں ہَمَہ فُروعی مسائل میں اختلاف ہونے کے سبب کس طرح ہماری قوم نے اس حَبلُ المَتِین کی بندش کو توڑا ہے اور اس رشتۂ اُخوّت کو جسے خود خدا نے قائم کیا تھا، چھوڑا ہے۔

ان نا اتفاقیوں نے ہماری قوم کو نہایت ضعیف اور ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ جمعیّت کی برکت ہماری قوم سے جاتی رہی ہے۔ قومی ہم دردی اور قومی ترقّی اور قومی اُمور کے سرانجام دینے میں اس نالائق نااتفاقی نے بہت کچھ اثرِ بد پہنچایا ہے۔ پس ہماری قومی ترقی کا سب سے اوّل مرحلہ یہ ہے کہ ہم سب آپس کی محبت سے اس عداوت و نفاق کو یکتائی و یک جہتی سے مُبدّل کریں۔

یکتائی و یک جہتی سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے عقائد کو چھوڑ کر ایک عقیدے پر قائم ہوجائیں، یہ اَمر تو قانونِ قدرت کے برخلاف ہے جو ہو نہیں سکتا۔ نہ تو پہلے کبھی ہوا اور نہ آیندہ کبھی ہوگا۔

اتّفاق کے قائم رکھنے کی، جس کی ہم کو ضرورت ہے، ایک اور عقلی و نقلی راہ ہے جس کی پیروی قومی اِتّحاد کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔ انسان جب اپنی ہستی پر نظر ڈالے گا تو اپنے میں دو حصّے پائے گا۔ ایک حصّہ خدا کا اور

ایک حصّہ اپنے اَبنائے جِنس کا۔ انسان کا دل یا اس کا اِعتِقاد یا مختصر سے الفاظ میں یوں کہو کہ اس کا مذہب خدا کا حصّہ ہے جس میں دوسرا کوئی شریک نہیں۔ اس کے عقائد کی جو کچھ بھلائی یا برائی ہو اس کا معاملہ اس کے خدا کے ساتھ ہے۔ نہ بھائی اس میں شریک ہے، نہ بیٹا، نہ دوست نہ آشنا اور نہ قوم۔ پس ہم کو اس بات سے، جس کا اثر ہر ایک کی صرف ذات تک محدود ہے اور ہم سے کچھ تعلق نہیں ہے، کچھ بھی تعلق رکھنا نہیں چاہیے۔

نہایت افسوس اور نادانی کی بات ہے کہ ہم کسی سے ایسے امر میں عداوت رکھیں جس کا اثر خود اسی تک محدود ہے اور ہم کو اس سے کچھ بھی ضَرر و نقصان نہیں۔ جو حصّہ کہ انسان میں اُس کے اَبنائے جِنس کا ہے اس سے ہم کو غرض رکھنی چاہیے اور وہ حصّہ آپس کی محبت، باہمی دوستی، ایک دوسرے کی اِعانَت، ایک دوسرے کی ہم دردی ہے، جس کے مجموعے کا نام قومی ہم دردی ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے خدا کے حکم کی بھی اطاعت اور آپس میں برادرانہ برتاؤ، قومی اتفاق، قومی ہم دردی قائم ہوسکتی ہے جو قومی ترقی کے لیے پہلی منزل ہے۔

یہ بات ہم کو بھولنی نہیں چاہیے کہ ان روحانی بھائیوں کے سوا اور بھی ہمارے وطنی بھائی ہیں۔ گو وہ ہمارے ساتھ اس کلمے میں، جس نے ہم مختلف قوموں اور مختلف فرقوں کو ایک قوم اور آپس میں روحانی بھائی بنادیا ہے، شریک نہیں ہیں، مگر بہت سے تَمَدُّنی اُمور ہیں جن میں ہم اور وہ مثل بھائیوں کے شریک ہیں۔ ہم سائے کا ادب ہمارے مذہب کا ایک جُزْو ہے اور یہی ہم سائگی وسعت پاتے پاتے ہم ملکی اور ہم وطنی کی وُسعت تک پہنچ گئی ہے۔

ان ہم وطن بھائیوں میں بھی دو حصّے ہیں، ایک خدا کا اور ایک ابنائے جنس کا۔ خدا کا حصّہ خدا کے لیے چھوڑو اور جو حصّہ ان میں ابنائے جنس کا ہے اس سے غرض رکھو۔ تمام اُمورِ انسانیت میں، جو تمدّن و مُعاشَرَت سے تعلق رکھتے ہیں ایک دوسرے کے مددگار رہو۔ آپس میں سچّی محبت، سچّی دوستی اور دوستانہ بردباری رکھو۔

اِتّفاق کی خوبیاں لوگوں نے بہت کچھ بیان کی ہیں اور وہ ایسی ظاہر ہیں کہ کوئی شخص اِتّفاق سے بھی ان کو بھول نہیں سکتا۔ بہت بڑے بڑے واقعات دنیا میں گزرے ہیں جن کو پرانی تاریخیں یاد دلاتی ہیں اور جن کی یاد سے ایک عجیب اثر ہمارے دلوں میں ہوتا ہے۔ وہ سب باہمی اتّفاق کا نتیجہ ہے۔ اس وقت تعلیم یافتہ دنیا میں جو کچھ ترقی ہے یا مُہَذَّب ملکوں میں جو کچھ طاقت ہے وہ سب اتّفاق کی بہ دولت ہے۔

بعض قابلِ ادب بزرگوں کا قول ہے کہ جس طرح اصلی دوستی دنیا میں نلپید ہے اسی طرح آپس کا اِتّفاق بھی ناممکن ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ تمام انسانوں کی طبائع اور اُن کے اَغراض مختلف ہیں، تو ضرور ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔ ہاں! یہ بات سچ ہے، مگر جس اتّفاق پر ہم بحث کرتے ہیں وہ شخصی اتّفاق نہیں ہے، بلکہ قومی اتّفاق ہے ہمارے آپس میں گو کیسا ہی نفاق ہو، جو خدا کے نزدیک ایک

سخت گناہ ہے، مگر وہ قومی اتحاد اور قومی اتّفاق کا مانع نہیں ہے۔ قومی بھلائی یا قومی برائی کا اثر تمام قوم کے لوگوں پر پہنچتا ہے۔

اس زمانے میں جو سب سے بڑا سبب ہماری قوم کے تنزل کا ہے وہ یہی ہے کہ ہم میں قومی اتفاق کا خیال نَسْیًا مَّنْسِیاً ہوگیا ہے۔ کسی کو بہ جُز ذاتی مَنْفَعَت کے قومی بھلائی یا قومی مَنْفَعَت کا خیال بھی نہیں آتا ہے۔ اگر کوئی کچھ کرتا بھی ہے تو اس کو پہلے اپنی ذاتی غَرَض مدِّنظر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے کاموں میں برکت نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از : مقالاتِ سرسیّد جلد پنجم)

مشق

سوال نمبر۱ : درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(۱) پرانے زمانے میں لفظ "قوم" سے کیا مراد لی جاتی تھی؟
(۲) اسلام نے تفرقہٴ قومی کو مٹاکر کون سا رشتہ قائم کیا ؟
(۳) سرسیّد کے نزدیک قومی ترقی کا اوّلین مرحلہ کیا ہے؟
(۴) یکتائی و یک جہتی سے سرسیّد کی کیا مراد ہے ؟
(۵) مسلمانوں کے زوال کا سب سے بڑا سبب کیا ہے؟
(۶) سرسید کے مطابق قومی اتحاد کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟
(۷) قومی ہم دردی کے کیا فائدے ہیں ؟
(۸) شخصی اتّفاق اور قومی اتّفاق میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر۲ : اس سبق کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

سوال نمبر۳ : درُست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(۱) حبلُ المتین سے مراد ہے:
(الف)مذہب (ب)یک جہتی (ج)رنگ و نسل (د)قومیت

(۲) ہم سائے کا ادب ہمارے مذہب کا ہے:

(الف)جزو (ب)نِصف (ج)کُل (د)مرکز

(۳) قومی ترقی کا بنیادی سبب ہوتا ہے:

(الف)مذہب (ب)تجارت (ج)زراعت (د)اتّفاق

(۴) سرسید کی نظر میں ہماری قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے:

(الف)مال و دولت نے (ب)نااتّفاقی نے (ج)ذاتی مفادات نے (د)بے حسی نے

(۵) العُروَۃُ الوُثقیٰ سے مُراد ہے :

(الف) اُخُوَّت (ب) اتحاد (ج) تنظیم (د) توحید

سوال نمبر۴ : درج ذیل جملوں کی وضاحت کیجیے:

(الف) ہم میں قومی اتفاق کا خیال نَسیًا مَّنسِیًّا ہوگیا ہے۔

(ب) جس کسی نے العُروَۃُ الوُثقیٰ کلمۂ توحید کو مستحکم کیا وہ ایک قوم بن گیا۔

(ج) ہم سب آپس کی محبت سے اس عداوت و نِفاق کو یکتائی و یک جہتی سے مُبَدّل کریں۔

سوال نمبر۵ :ذیل کے الفاظ وتراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

یک جہتی	رشتۂ اخوت	اِعانت	منفعت	اَبنائے جِنس

سوال نمبر۶ : "قومی اتفاق کی ضرورت" کے عنوان پر ایک مضمون تحریر کیجیے۔

سرگرمی

- طلبہ پرائمری اسکول کا داخلہ فارم لیں گے اور فرداً فرداً اُسے پُر کر کے اُستاد کو دکھائیں گے۔

مضمون : کسی متعین موضوع پر ضروری معلومات یا اپنے خیالات اور جذبات و احساسات کا تحریری اظہار مضمون کہلاتا ہے۔ موضوعات کے لحاظ سے مضمون کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون لکھا جاسکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔

(ا) زیر بحث مسئلے کا تعارف (۲) حمایت یا مخالف میں دلائل (۳) نتیجہ ۔ ہر مضمون کے لیے نظم وضبط، توازن اور تناسُب ضروری ہے۔ مضمون میں طرزِ بیان اور زبان کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ الفاظ میں جس قدر قطعیت اور شفافیت ہوگی اسی قدر مُدعا نگاری کا حق ادا ہوگا۔

برائے اساتذہ

- پرائمری اسکول کا داخلہ فارم طلبہ کو فراہم کیجیے اور پُر کرواکر اس کی جانچ کیجیے۔ ضروری ہو تو اُن کی اصلاح بھی کیجیے۔
- نئے الفاظ وتراکیب کا درست تَلَفُّظ اور معنی و تشریح بتائیے۔
- پہلے طلبہ کو عبارت فہمی کا موقع دیجیے۔ اس کے بعد تقریری طریقہ اختیار کرتے ہوئے مؤثر تعمیری بازرسی کیجیے۔